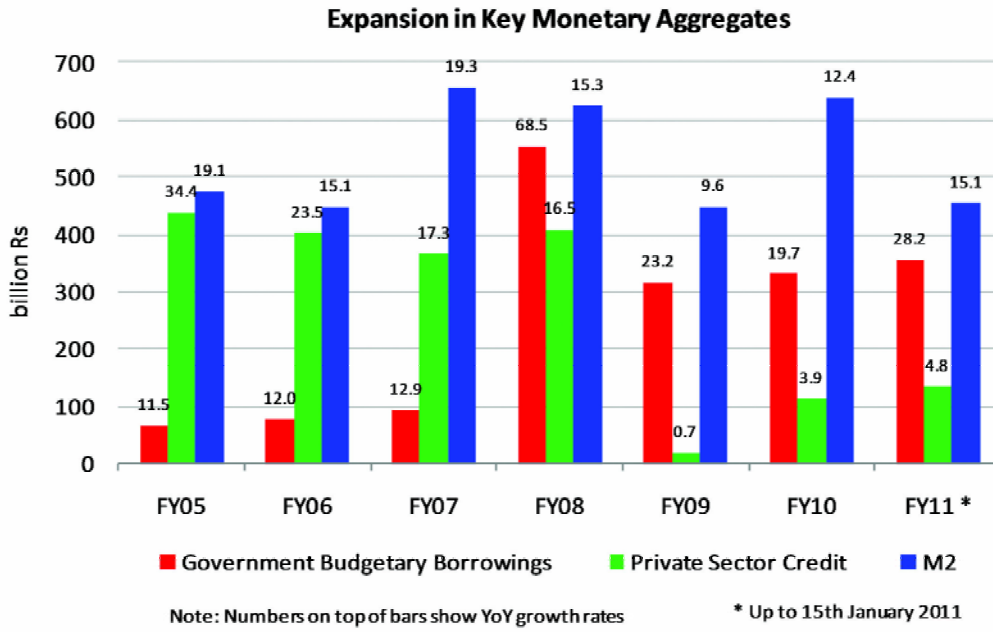


ذری پالیسی بیان

جنوری 2011ء



بینک دولت پاکستان

ترتیب

- 1 خلاصہ
- 4 الف۔ اقتصادی صورتحال اور اسٹیٹ بینک کے پالیسی اقدامات: پہلی ششماہی مالی سال 11ء
- 5 ب۔ حالیہ اقتصادی پیش رفت اور منظر نامہ
- 15 ج۔ خطرات اور دشواریاں
- 17 فہرست اصطلاحات

جدول کی فہرست

6	جدول 1: بین الینک منڈی کی سیالیت
8	جدول 2: نجی شعبے کا قرضہ
8	جدول 3: کپاس کی قیمتوں کے رجحانات
10	جدول 4: زری مجموعے
10	جدول 5: سرکاری تمسکات کی نیلامی کا خلاصہ
11	جدول 6: مالی سال 11ء میں مجموعی مالیاتی سرگرمیوں کا خلاصہ
13	جدول 7: ادائیگیوں کے توازن کا خلاصہ
14	جدول 8: آئی ایم ایف کے واجب الادا قرضوں کے اصل زری باز ادائیگی
14	جدول 9: گرانی کے اظہاریے

اشکال کی فہرست

5	شکل 1: شبینہ رپورٹ میں حرکت پذیری
6	شکل 2: ششماہی کا بیوراورٹی بل قطع یافت کی روزمرہ حرکت پذیری
7	شکل 3: حقیقی شرح قرض گاری
7	شکل 4: ٹی بل نیلامیوں میں مدت وار پیشکشوں کی تقسیم
7	شکل 5: پی ایس بی، مینوفیکچرنگ شعبے کا قرضہ اور ایل ایس ایم میں نمو
9	شکل 6: اجناس کی مالکاری اور پی ایس ایز کا قرضہ
9	شکل 7: اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری۔ مجموعی بہاؤ، آخر جون 2010ء تک۔
11	شکل 8: پہلی سہ ماہی میں مالیاتی کارکردگی کے اظہاریے
12	شکل 9: سرکاری شعبے کا قرضہ اور واجبات
12	شکل 10: درآمدات و برآمدات میں نمو (بارہ ماہی حرکت پذیری اوسط)
13	شکل 11: سرمایہ و مالی کھاتے
14	شکل 12: صارف اشاریہ قیمتگرانی (سال بسال)
15	شکل 13: سال بسال گرانی میں حصے
15	شکل 14: قوزی (این ایف این ای) صارف اشاریہ قیمت اشیا (سال بسال گرانی پر مبنی) کی تقسیم

خلاصہ

اہم معاشی اصلاحات میں تاخیر سے معیشت کا انتظام سنبھالنا مزید دشوار ہو گیا ہے۔ شرح سود زیادہ ہونے کے باوجود مالیاتی خسارہ اور بینکاری نظام سے حکومت کے قرضے مہنگائی کے دباؤ کو بڑھا رہے ہیں۔ اس سے اقتصادی بحالی کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے اور ملک پر قرضے کا بوجھ بڑھ رہا ہے۔ تاہم بہتر بیرونی جاری حسابات اور مستحکم مالی منڈیوں کی صورت میں امید کی کرن دکھائی دیتی ہے۔ ان مشکل حالات میں بلند اور مسلسل گرانٹی پر قابو پانے کے لیے فعال زرعی پالیسی نمایاں لازمی ہے لیکن کافی نہیں۔

گرانٹی کا دباؤ مالی سال 11ء کے آغاز میں پہلے ہی زیادہ تھا اور م س 11ء کی پہلی ششماہی میں بلند سطح پر برقرار رہا۔ دسمبر 2010ء میں سال بسال صارف اشاریہ قیمت گرانٹی 15.5 فیصد تھی جبکہ م س 11ء کی پہلی ششماہی میں اس کا اوسط 14.6 فیصد رہا۔ نہ صرف گرانٹی میں اضافہ کرنے والے عوامل پہلی ششماہی میں غالب رہے بلکہ معیشت کو بھی تباہ کن سیلاب کی شکل میں اضافی دھچکے کا سامنا کرنا پڑا۔

بجلی اور گیس کی قیمتوں میں کچھ رد و بدل کے باوجود بجلی کی قلت کا سنگین تر مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا۔ یہ مسئلہ موجودہ پیداواری استعداد کے طور پر استعمال نہ ہونے اور معیشت میں نئی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کرنے میں کردار ادا کر رہا ہے۔ نتیجتاً مجموعی طلب اور رسد کا فرق ابھی تک اتنا بڑا ہے کہ گرانٹی میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔ غذائی ایشیا اور اجناس کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی قیمتوں کا بھی بڑھتی ہوئی ملکی گرانٹی کی توقعات میں شدت لانے میں حصہ ہے۔

اس طرح م س 11ء کے لیے اوسط صارف اشاریہ قیمت گرانٹی کا نظر ثانی شدہ تخمینہ 15 سے 16 فیصد کے درمیان ہے۔ ساتھ ہی م س 12ء میں دو ہندسی گرانٹی کے بلند امکانات کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ گرانٹی کو قابو کرنے کے لیے اہم اقدامات یہ ہوں گے کہ مالیاتی سبجائی لائی جائے اور مالیاتی خسارے اور اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری میں کمی کی جائے۔ ان اقدامات سے اسٹیٹ بینک کی ان کوششوں کو تقویت ملے گی جو زرعی توسیع کو محدود کر کے مجموعی طلبی دباؤ کو کم کرنے کے لیے کر رہا ہے۔

م س 11ء کے آغاز سے اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری میں مسلسل اضافے کے بعد اس محاذ پر کچھ خاموشی دکھائی دیتی ہے۔ اس قرض گیری کا واجب الادا اسٹاک (نقد) جو آخر جون 2010ء کی سطح 1171 ارب روپے سے بڑھ کر وسط دسمبر 2010ء تک 1500 ارب روپے ہو گیا تھا 26 جنوری 2011ء کو 1277 ارب روپے کے قریب تک پہنچ چکا تھا۔ یہ حوصلہ افزا پیش رفت ہے اور اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو زرعی نمو کو محدود کرنے اور بلند گرانٹی کی توقعات کی روک تھام میں مدد دے سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی بیرونی جاری حسابات میں بہتری کے باعث خالص بیرونی اثاثوں میں اضافے سے زربنیاد کی نمو کو 16.6 فیصد سال بسال رکھنے میں مدد ملی ہے۔ لہذا اگر چہ زربنیاد کی ہیئت ترکیبی میں سازگار تبدیلی ہوئی ہے تاہم گرانٹی کم کرنے کے لیے اس کے خالص ملکی اثاثوں کے جزی کی نمو کو بہر حال کم کرنے کی ضرورت ہے۔

م س 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی جاری حسابات میں 26 ملین ڈالر کی فاضل رقم تھی جو پچھلے تخمینوں سے واضح طور پر بہتر ہے۔ 11.1 ارب ڈالر کی بھرپور برآمدی آمدنی اس حوصلہ افزا بہتری کی بنیادی وجہ ہے۔ ٹیکسٹائل اور چاول جیسی پاکستانی برآمدات کے بلند بین الاقوامی نرخ اس سلسلے میں معاون رہے۔ علی الخصوص، م س 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران (پچھلے سال کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں) برآمدات میں جو 1.8 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا اس میں سے 1.4 ارب ڈالر صرف قیمتوں کے بڑھنے کی وجہ سے ہوا۔ اگر فرض کیا جائے کہ م س 11ء کی دوسری ششماہی میں یہ رجحان جاری رہے گا تو م س 11ء میں برآمدات کی نمو 15 فیصد تک ہونے کا امکان ہے۔ تخمینے کے مطابق برآمدات جو م س 11ء کی پہلی ششماہی میں 10.1 فیصد بڑھی تھیں م س 11ء میں 12 فیصد بڑھیں گی جس کی بنیادی وجہ اجناس خصوصاً تیل کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتیں ہیں۔

م س 11ء کی پہلی ششماہی میں بیرونی جاری حسابات کو مزید سہارا 5.3 ارب ڈالر کی ترسیلات اور 743 ملین ڈالر کی کوالیشن سپورٹ فنڈ سے ملا۔ نتیجے کے طور پر براہ راست اور جزدانی سرمایہ کاری کی معمولی مقدار اور سرکاری قرضوں کی آمد میں تاخیر کے باوجود اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر آخر جون 2010ء میں 13 ارب ڈالر سے بڑھ کر آخر دسمبر 2010ء میں 13.5 ارب ڈالر ہو گئے۔

ذخائر اور اس کے نتیجے میں خالص بیرونی اثاثوں میں یہ اضافہ مالی منڈیوں میں استحکام کے اسباب میں سے ایک ہے، حالانکہ م س 11ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران حکومت اور نجی شعبے دونوں کی جانب سے جدولی بینکوں سے قرض گیری بڑھ گئی۔ بہر حال رقوم کی آمد میں کمی کے پیش نظر م س 11ء کے لیے کم جاری حسابات کے خسارے (تخمیناً بی ڈی پی کا 1.5 فیصد) کی مالکاری بھی زرمبادلہ کے ذخائر کے لیے مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔

م س 11ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران نجی شعبے نے 211 ارب روپے کا قرضہ لیا جبکہ گزشتہ سال کی اسی مدت میں 199 ارب روپے کا قرض لیا تھا۔ یہ رجحان بڑے پیمانے پر ایشیا سازی کے شعبے کی گرتی ہوئی نمو کے باوجود دیکھنے میں آیا اور اس کی بڑی وجہ خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت ہے۔ آئندہ مہینوں میں نجی شعبے کے قرضے کی اس تیزی میں کمی آسکتی ہے کیونکہ یہ اضافہ زیادہ تر جاری سرمائے کی موسمی ضروریات کی بنا پر ہوا تھا۔ دوسری طرف م س 11ء کی دوسری ششماہی میں بینکاری نظام سے حکومت کے رجوع میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ مالیاتی کھاتوں کے محاصل و اخراجات کے مابین بڑھتا ہوا فرق بھی ہے اور بیرونی وسائل سے دستیاب مالکاری میں کمی بھی، کیونکہ اس مدت میں م س 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران صرف 47 ارب روپے آئے ہیں۔

وفاقی بورڈ آف ریونیو نے م س 11ء کی پہلی ششماہی میں 661 ارب روپے اکٹھا کیے جو صرف 13 فیصد کی نمو کو ظاہر کرتے ہیں۔ مالی سال کے آغاز میں پورے سال کے ہدف 1667 ارب روپے کے حصول کے لیے 26 فیصد نمو کا حساب لگایا گیا تھا۔ اس طرح محاصل میں کمی کا خاصا امکان دکھائی دیتا ہے خصوصاً محاصل میں اضافے کے اقدامات کے التوا کے پیش نظر۔ ساتھ ہی بڑھتے ہوئے اخراجات، بالخصوص توانائی اور غذائی ایشیا (جیسے گندم اور شکر) کی زراعت، نقد کی منتقلیوں اور امن وامان سے متعلق امور کے ضمن میں، آئندہ آنے والی مشکلات کی نشاندہی کرتے ہیں۔

مالی سال کی ابتدا میں مالیاتی خسارے کا اعلان شدہ ہدف 685 ارب روپے (جی ڈی پی کا 4 فیصد) تھا جو سیلاب کے بعد تبدیل کر کے 812 ارب روپے (جی ڈی پی کا 4.7 فیصد) کر دیا گیا۔ تاہم بجٹ کی مالکاری کے حوالے سے عبوری اعداد و شمار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ م س 11ء کی پہلی ششماہی کے خاتمے کے قریب خسارہ غالباً 500 ارب روپے تک پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ مالیاتی اصلاحات نہ کی گئیں تو نظر ثانی شدہ ہدف کی تکمیل بھی مشکل ہوگی۔

ان مالیاتی حالات کے دو مضمرات ہیں۔ اول، زر کی مجموعی طلب کم ہونے کا امکان نہیں جس سے موجودہ پیداواری سرگرمیوں کے مقابلے میں بلند مجموعی طلب کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ زیر گردش کرنسی کے ذریعے بینکاری نظام کی امانتوں میں اضافہ اس طلب کو منڈی کی شرح سود پر اضافی دباؤ ڈالے بغیر پورا کرنے میں مدد دے گا۔ دوم، نجی شعبے کو قرضے کے حصول میں مشکل ہو سکتی ہے اور یہ صورتحال سرمایہ کاری اور نمو کی بحالی کے معیشت کی ضروریات سے ہم آہنگ نہ ہوگی۔

یہ ضروری ہے کہ حکومت مالیاتی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے واضح اور مربوط حکمت عملی ترتیب دے۔ یہ بات اس بنا پر اور بھی اہم ہے کہ جی ایس ٹی اور ٹیکس کے حوالے سے دیگر مجوزہ اقدامات ملتی کر دیے گئے ہیں۔ مزید یہ کہ جنوری 2011ء میں حکومت نے پیٹرولیم کی خردہ قیمتیں بڑھانے کا فیصلہ واپس لے لیا۔ ان اقدامات نے محاصل پر منفی اثر ڈالنے اور زراعت کے اخراجات بڑھانے کے علاوہ بجٹ مالکاری کے لیے بیرونی وسائل لانا مشکل بنا دیا ہے۔

م س 11ء کی دوسری ششماہی کے لیے اسٹیٹ بینک کے پالیسی موقف کو سمجھنے کے لیے ان حالات کو پالیسی ریٹس میں یکے بعد دیگرے 50 بی پی ایس کے ان تین اضافوں کے پس منظر میں دیکھنا ہوگا جو رواں مالی سال میں پہلے ہی کیے چکے ہیں۔ اسٹیٹ بینک نے اپنے استدلال میں بنیادی طور پر بلند اور مسلسل گرانی پر توجہ مرکوز کی جو ساختی مالیاتی خسارے کی بنا پر، جو حکومت بار بار اسٹیٹ بینک سے قرض لے کر پورا کرتی ہے، مزید خرابی کا شکار ہو رہی ہے۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ مالیاتی مسائل نہ صرف زرعی پالیسی موقف کو بے اثر کر رہے ہیں بلکہ بیرونی کھاتوں کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔ پچھلے بیانات میں اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری کی رفتار اور آئندہ کی گرانی کے بارے میں افراد اور کاروباری اداروں کی توقعات کے درمیان براہ راست تعلق کو بھی اجاگر کیا گیا۔ اسٹیٹ بینک کا نقطہ نظر یہ ہے کہ تیزی گرانی کو بڑھانے میں یہ توقعات اہم کردار ادا کرتی ہیں اور رسدی عوامل جیسے ایندھن اور غذائی ایشیا کے نرخوں کے مقابلے میں اس پراکثر کم توجہ دی جاتی ہے۔

اگرچہ وہ ساختی اسباب زیادہ تبدیل نہیں ہوئے جن پر یہ پالیسی موقف مبنی ہے تاہم اطمینان کی تین وجوہات ہیں: اول، اسٹیٹ بینک کو امید ہے کہ اسٹیٹ بینک سے مالکاری سے گریز کا عمل مزید تقویت پائے گا کیونکہ حکومت کے ساتھ یہ طے پایا ہے کہ وہ اسٹیٹ بینک سے اپنا قرض ستمبر کے آخر کے اسٹاک 1290 ارب روپے سے نیچے رکھے گی۔ دوم، مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی میں بیرونی جاری حسابات میں 26 ملین ڈالر کی فاضل رقم آنا پاکستان میں کبھی کبھار ہوتا ہے اور یہ پچھلے تخمینوں کے مقابلے میں نمایاں بہتری ظاہر کرتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مالیاتی مسائل نے بیرونی کھاتے کو ابھی تک متاثر نہیں کیا جس سے مالیاتی مسائل سے نمٹنے کا موقع مل رہا ہے۔ سوم، اسٹیٹ بینک کو امید ہے کہ سیاسی اتفاق رائے کے نتیجے میں مالیاتی محاصل آئیں گے اور موجودہ اخراجات (ایک بار ہونے والے اور مسلسل) کم ہوں گے۔

مزید برآں حکومت کے اس واضح انکشاف کو عجلت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اگر بھرپور مالیاتی اصلاحات نہ کی گئیں تو بحران سر پر منڈلا رہا ہے۔ یہ معمول کے حالات نہیں اس لیے توقع ہے کہ معیشت کو دوبارہ پڑوی پر لانے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جائیں گے۔ ان حالات کا مثبت نتیجہ زری پالیسی کی تشکیل میں شامل کیا گیا ہے جبکہ زر فاضل کے وجود کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اسٹیٹ بینک یہ سمجھتا ہے کہ ایک موقع سامنے آ رہا ہے اور آئندہ کے بدلتے ہوئے حالات پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔

اسٹیٹ بینک اس بات سے آگاہ ہے کہ گرانی کو لاحق خطرات اور اقتصادی نمو کے مابین نازک توازن پیدا کرنا کتنا ضروری ہے، اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ فی الحال پالیسی ریٹ کو تبدیل نہ کیا جائے اور 14 فیصد برقرار رکھا جائے۔ آئندہ کے پالیسی اقدامات کا انحصار اس امر پر ہوگا کہ وہ مسائل جو اسٹیٹ بینک کے لیے باعث تشویش ہیں ان کے حوالے سے کس قدر پیش رفت ہوئی ہے۔

الف۔ اقتصادی صورتحال اور اسٹیٹ بینک کے پالیسی اقدامات: پہلی ششماہی مالی سال 11ء

بلند اور مستحکم گرائی سے پالیسی ریٹ بتدریج بڑھا ...

1- اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ جنوری 2010ء سے 12.5 فیصد پر برقرار رکھا تھا، بعد ازاں جولائی 2010ء کے م س 11ء کے پہلے زری پالیسی بیان سے اضافہ شروع ہوا جو بتدریج 14 فیصد تک کر دیا گیا۔ مستقل گرائی اس اضافے کی اہم وجہ ہے اور یہ م س 11ء میں جاری رہنے کے علاوہ م س 12ء میں بھی خاصے عرصے تک برقرار رہنے کی توقع ہے۔ بلند خسارے اور اسٹیٹ بینک سے بڑھی ہوئی قرض گیری کی صورت میں مالیاتی خسارے کے خطرات کو بھی اس فیصلے میں مد نظر رکھا گیا۔ اس کے علاوہ م س 10ء میں گرائی اور مالیاتی خسارہ بھی ہدف سے بڑھ چکا تھا، چنانچہ عمومی لحاظ سے اقتصادی استحکام پر ان کے منفی اثرات اور خصوصاً گرائی کی توقعات کو محدود کرنے کے لیے نئی کوششیں درکار تھیں۔

2- دوسری جانب اقتصادی بحالی کے امکانات م س 11ء کے آغاز پر نسبتاً بہتر تھے۔ اسی طرح، بیرونی جاری حسابات کا خسارہ ممکنہ اضافے کے باوجود دو طرفہ ذرائع اور بین الاقوامی مالی اداروں سے قرضوں کی متوقع آمد کے سبب قابل اصلاح معلوم ہوتا تھا۔ اگرچہ کہ بجلی کے مفلوج نظام اور گیس کی قلت کے ساتھ ساتھ عام بد امنی نئی شعبے کی پیداواری سرگرمیوں کے لیے پریشانی کا باعث رہی۔

مالیاتی خسارے کا نتیجہ زری پھیلاؤ کی صورت میں نکلا ...

3- تاہم دو ہفتے گرائی کا تواتر اور اس کی بدتر ہوتی صورتحال سب سے سنگین اقتصادی مسئلہ بنا رہا۔ اسٹیٹ بینک کے زری پالیسی سخت کرنے کے ساتھ ساتھ مالیاتی حکام نے مالیاتی خسارہ اور گرائی کا دباؤ کم کرنے کے لیے درکار اصلاحات پر عمل درآمد کی کوششیں کی ہیں۔ جنرل سبزنیکس میں اعلان کردہ اصلاحات ملتی کر دی گئی ہیں، بجلی کے زرخوں میں ردوبدل کے باوجود شعبہ توانائی کو زراعت بدستور جاری ہے، اور اسٹیٹ بینک سے سرکاری قرض گیری محدود کرنے کی غرض سے ایس بی پی ایکٹ میں ترمیم اب تک نہیں کی گئی ہے۔

4- اس کا نتیجہ م س 11ء کی پہلی ششماہی میں زری کی خاصی نمو کی صورت میں نکلا ہے اور اس کا سبب بینکوں خصوصاً اسٹیٹ بینک سے حکومت کی قرض گیری ہے۔ اس سے زری پالیسی کا سخت موقف کمزور پڑنے کی عکاسی ہوتی ہے اور معیشت میں پیداواری استعداد سے زیادہ مجموعی طلب کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے، خصوصاً وہی معیشت میں فصلوں کے بلند زرخوں اور بڑھتی ہوئی ترسیلات کے صر نے کی بنا پر طلب خاصی بلند ہو چکی ہے۔ اقتصادی استحکام اور حکومت کے عزم پر برقرار رہنے کے لیے اسٹیٹ بینک سے قرض گیری سے کسی حد تک گریز ممکن تھا۔ تاہم م س 11ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان انویسٹمنٹ بانڈ اور ٹریژری بل کی نیلامیوں میں استرداد اور یا ہدف سے کم رقوم کی وصولی اعلان کردہ ارادوں کے برخلاف تھی۔

بیرونی جاری حسابات میں معقول بہتری کے پس پردہ مالی رقوم میں کمی تھی ...

5- اس کے علاوہ آئی ایم ایف کے اسٹیٹمنٹ بائی آرٹیکل (ایس بی اے) کا پانچواں جائزہ ستمبر 2010ء کے اختتام تک مکمل کیا جانا تھا، جو نہ ہو۔ اور حکومت پاکستان کو اس میں نو ماہ کی توسیع کی درخواست کرنی پڑی۔ نتیجتاً سرکاری قرضوں کی ادائیگی خاصی کم ہو گئی جس کے بیرونی میزانیہ مالکاری اور ادائیگیوں کے توازن پر مضمرات ہوتے ہیں۔ تاہم برآمدات میں شاندار نمو کے باعث بیرونی جاری حسابات میں آنے والی معقول بہتری نے ادائیگیوں کے توازن کو اب تک سہارا دیا ہوا ہے۔

6- اگست 2010ء کے تناہ کن سیلاب نے معیشت کو شدید نقصان پہنچانے کے علاوہ اقتصادی انتظامی دشواریاں بھی بڑھا دی ہیں۔ جن اقتصادی اصلاحات کی اشہر ضرورت ہے اور جن کا عرصے سے انتظار ہے ان پر عمل درآمد کی ضرورت بدلتی ہوئی معاشی صورتحال میں اعتماد بحال اور بے یقینی گھٹانے کے لیے بے حد بڑھ چکی ہے۔ مطلوبہ اصلاحات یہ ہیں: ٹیکس اور اخراجات کی جامع اصلاحات پر عمل درآمد، شعبہ توانائی کے مسائل کا مؤثر حل، اور اسٹیٹ بینک سے سرکاری قرض گیری کی تحدید۔ ان معاملات پر مخلصانہ اور معقول پیش رفت سے ملکی وسائل میں اضافہ ہوگا، اقتصادی نمو میں مستحکم بحالی آسکتی ہے، اور بلند اور مستقل گرائی کی توقعات کو رد کیا جاسکتا ہے۔

غیر معمولی پالیسی اقدامات کے باوجود عالمی اقتصادی بحالی مستحکم نہیں ...

7- اقتصادی اور ضوابطی اصلاحات کی ضرورت پر بحث پاکستان ہی میں نہیں ہو رہی بلکہ دنیا بھر میں جاری ہے کہ بین الاقوامی زری نظام کی کس طرح اصلاح کی جائے، مالی شعبے کے لیے موزوں ضوابط کیسے بنائے جائیں، اور ترقی یافتہ ملکوں پر قرضوں کے بڑھتے ہوئے بوجھ کے نتائج کو کیوں کر قابو کیا جائے۔ عالمی معیشت ایک سال گزرنے کے باوجود غیر مستحکم اور غیر یقینی طور پر بحال ہوئی ہے اور 2011ء کے دوران بھی اسی طرح کے رجحانات متوقع ہیں۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں کی 2010ء کے دوران غیر معمولی کارکردگی کے باوجود یہ بڑی ترقی یافتہ معیشتوں کے نقائص ہیں جو عالمی اقتصادی بحالی کو تیز ہونے سے روکے ہوئے ہیں اور اگلے برسوں میں عالمی اقتصادی استحکام کے لیے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔

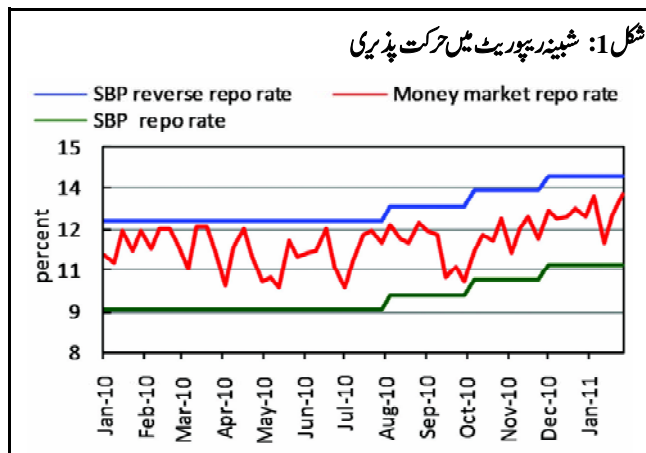
8- ترقی یافتہ ملکوں کے نہایت کم شرح سود سمیت متعدد اقدامات سے عالمی مالی منڈیوں کے استحکام اور عالمی بحالی کے آغاز میں مدد ملی ہے، تاہم جن ساختی مسائل نے بحران کو جنم دیا اور جو مسائل اس بحران سے پیدا ہوئے ان پر قابو پانا خاصا دشوار ثابت ہو رہا ہے۔ ترقی یافتہ معیشتوں کو طویل بیروزگاری کے خطرات، بڑھتے ہوئے مالیاتی خساروں، اور روز افزوں سرکاری قرضوں کا سامنا ہے۔ نیز یورو کے علاقے میں ریاستی قرضہ منڈیاں شدید مشکلات سے دوچار ہیں چنانچہ مالی منڈیوں میں غیر یقینی کیفیت کم کرنے کے لیے مالیاتی کفایت شعاری کے سخت اقدامات متعارف کرائے جا رہے ہیں۔

9- اس کے برعکس ابھرتی ہوئی معیشتوں میں 2009ء کی تیسری سہ ماہی سے ہی طاقتور بحالی دکھائی دے رہی ہے چنانچہ سرمائے کا خاصا بہاؤ ان کی طرف ہے جس کے نتیجے میں وہاں شرح مبادلہ کی مناسب پالیسیوں پر بحث ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ ان ملکوں کی عمدہ اقتصادی کارکردگی کے سبب اجناس کی عالمی قیمتیں بھی بڑھیں، اگرچہ اس ضمن میں رسدی مسائل کا بھی کچھ نہ کچھ کردار ہے۔ گرانی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے پیش نظر کئی ملکوں کے مرکزی بینک پالیسی ریٹ میں اضافہ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ابھرتے ہوئے ممالک کرنسی منڈیوں میں مداخلت کرتے ہوئے، سرمائے کے قبیل مدتی بہاؤ کی حوصلہ شکنی کے لیے ضوابط لاگو اور/یا ٹیکس نافذ کر رہے ہیں۔

10- پاکستان کی صورتحال خاصی مختلف ہے۔ مالیاتی مشکلات اور گرانی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کا اسے بھی سامنا ہے تاہم مالی قوم کی آمداتی نہیں ہے جتنی دوسرے ابھرتے ہوئے ممالک کو مل رہی ہے۔ عالمی مالی منڈیوں میں یہ سوچ پائی جاتی ہے کہ پاکستان میں سرمایہ کاری کو لاحق خطرات کافی زیادہ ہیں اور اقتصادی و غیر اقتصادی دونوں طرح کے عوامل اس کی وجہ ہیں۔ اس تناظر میں ساختی مالیاتی اور شعبہ توانائی کے مسائل کا حل پیش کرنے والے معاشی اصلاحات کے ایجنڈا کا نفاذ رفتہ رفتہ فوری ضرورت بن چکا ہے۔

ب۔ حالیہ اقتصادی پیش رفت اور منظر نامہ

پالیسی ریٹ میں اضافہ سیالیت کے سوچے سمجھے انتظام کے ذریعے نافذ کیا گیا ...



11- پالیسی ریٹ جولائی 2010ء سے تین مرحلوں میں مجموعی طور پر 150 بیسس پوائنٹس بڑھا یا گیا، ہر مرحلے پر 50 بی بی ایس کا اضافہ کیا گیا۔ اس پالیسی موقف کے ذریعے سیالیت جذب کی گئی، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی خیال رکھا گیا کہ اقتصادی صورتحال سیالیت کی روزمرہ دستیابی کو متاثر کرتی ہے۔ جس عرصے میں پالیسی ریٹ برقرار رکھا گیا تھا اس کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ان سوچے سمجھے اقدامات سے بازار کے بہ وزن اوسط شبینہ ریپورٹ 27 جنوری 2011ء تک اوسطاً 124 بی بی ایس بڑھ گئے۔ زیادہ تر اضافہ (99 بی بی ایس) 29 ستمبر 2010ء کے پالیسی فیصلے کے بعد سے ہوا ہے جبکہ 29 جولائی 2010ء کے بعد 25 بی بی ایس اضافہ ہوا تھا (دیکھئے شکل 1)۔

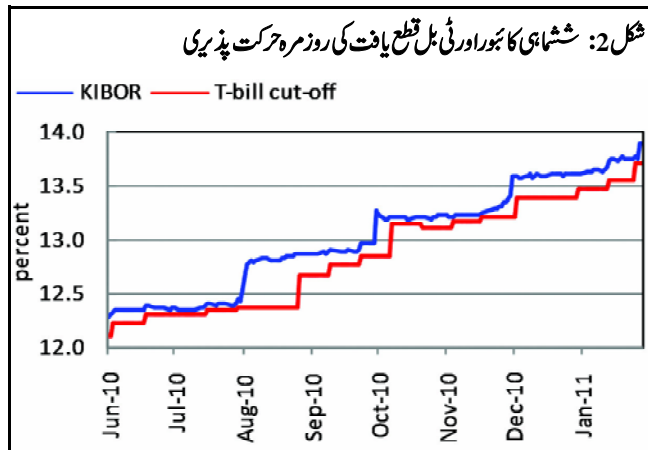
12- بازار زر کے شبینہ ریٹ میں قبل ازیں معمولی اضافہ نسبتاً سیال بازار زر کی بنا پر ہوا تھا۔ 9 ستمبر 2010ء کو ختم ہونے والے ہفتے تک بازار زر کا شبینہ ریپورٹ خاصا (61 بی پی ایس) بڑھ چکا تھا جبکہ بعد کے ہفتوں میں اس میں 148 بی پی ایس کمی آگئی جس سے مجموعی اوسط بھی گر گئی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اسٹیٹ بینک نے ستمبر کے آخری تین ہفتوں کے دوران منڈی کو دانستہ سیال رکھا تھا۔ ایسا اس لیے کیا گیا کہ عید کے تہوار اور سیلاب کی وجہ سے لوگوں کی نقد رقم کی ضروریات بڑھ گئی تھیں اور ٹیکس کی وجہ سے نظام میں سے رقم نکالی جا رہی تھیں۔

جدول 1: بین الینک منڈی کی سیالیت		
ارب روپے، بصورت دیگر وضاحت موجود ہے		
دوسری سہ ماہی م 11ء	پہلی سہ ماہی م 11ء	
357.1	-59.5	مجموعی امانتیں ¹
126.1	93.4	زیر گردش کرنسی
84.9	41.9	بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے
-28.1	120.5	اسٹیٹ بینک سے خالص مہزانیہ قرض گیری
211	-47.7	نئی شعبے کا قرضہ
-23.9	-26	اجناسی مالکاری
72.1	54.9	ٹی بی کی نیلامیاں (خالص عرصیت)
-8.3	21	بازار زر کے اوسط واجب الادا سودے، ریپو، مگلوں ریپو
12.1	11.7	بازار زر کے اوسط شبینہ ریپورٹ (فیصد)
1 سرکاری امانتیں شامل نہیں		
ماخذ: اسٹیٹ بینک		

13- اس کے ساتھ ساتھ م 11ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک سے بھاری سرکاری قرض گیری، خالص بیرونی اثاثوں میں توسیع اور نجی شعبے اور اجناس کی خریداری سے متعلق قرضے کی واپسی کے باعث بازار زر میں بڑی مقدار میں رقم آئیں (دیکھئے جدول 1)۔ تاہم ان رقم کے بیشتر حصے نے بین الینک بازار سیالیت کو متاثر نہ کیا۔ یہ بات زیر گردش کرنسی میں نسبتاً بلند اضافے اور بینک امانتوں میں کمی سے ظاہر ہوتی ہے جس سے زر کے لین دین کی طلب بڑھنے کا پتہ چلتا ہے۔ اس کا تعلق موسمی اثرات کے علاوہ سیلاب زدگان کے لیے امدادی سرگرمیوں اور متاثرہ علاقوں میں بینکوں کی خدمات میں عارضی تعطل سے ہو سکتا ہے۔ اس طرح م 11ء کی پہلی سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے 21 ارب روپے کے اوسطاً خالص ادخال کی وضاحت ہوتی ہے۔

14- م 11ء کی دوسری سہ ماہی میں منڈی کی سیالیت پر اثر انداز ہونے والے اقتصادی عوامل کار حجان خاصا بدل گیا۔ نجی شعبے میں قرضے کی طلب خاصی بڑھ گئی اور حکومت نے ٹی بی کی نیلامیوں میں نسبتاً زائد رقم جمع کیں۔ تاہم اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں اضافے، اور اس کے ساتھ ساتھ بینک امانتوں میں معقول نمو سے سیالیت کا دباؤ کم ہونے میں مدد ملی۔ نیز پالیسی ریٹ میں اضافہ نافذ کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے منڈی سے فاضل سیالیت نکالی۔

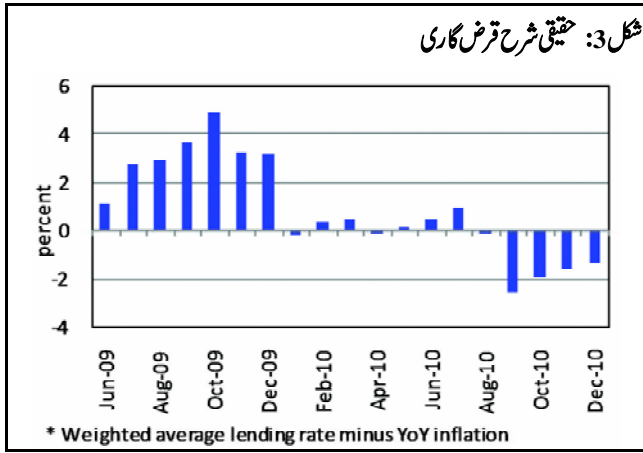
منڈی کی شرح ہائے سود میں اضافے کے باوجود زر کی خاصی طلب موجود رہی ...



15- منڈی کی دیگر شرح ہائے سود بھی پالیسی ریٹ میں اضافے اور بازار زر کے سودوں کے ذریعے اس پر عمل درآمد کی مستقلاً پیروی کر رہی ہیں۔ مثال کے طور پر 29 جولائی 2010ء کو زر کی پالیسی کے اعلان کے بعد سے چھ ماہی کا بٹور 146 بی پی ایس اضافے کے ساتھ 28 جنوری 2010ء تک 13.9 فیصد ہو چکا ہے (دیکھئے شکل 2)۔

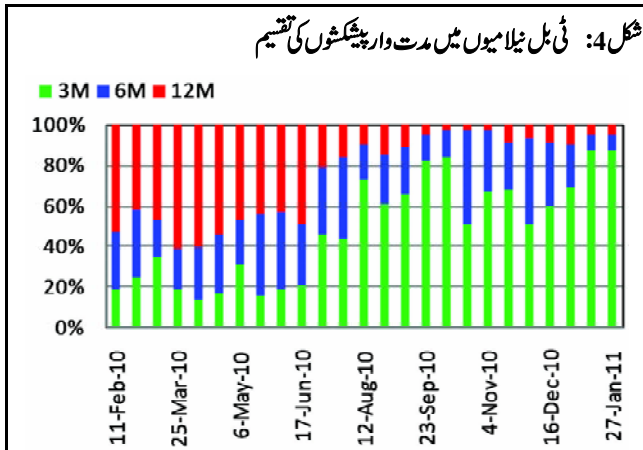
16- کا بٹور، جسے کارپوریٹ کی زیادہ تر قرض گیری کے لیے بطور نشانیہ استعمال کیا جاتا ہے، میں اضافے کے بعد بہ وزن اوسط اضافی (incremental) شرح سود جون 2010ء کی سطح 13.2 فیصد سے بڑھ کر دسمبر 2010ء میں 14.2 فیصد ہو گئی۔ حقیقی معنوں میں شرح ہائے سود بھی بڑھ رہی ہیں

تاہم یہ تاحال منڈی دائرے میں ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ شرح ہائے سود میں اضافے کے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کیے جاسکے ہیں (دیکھئے شکل 3)۔



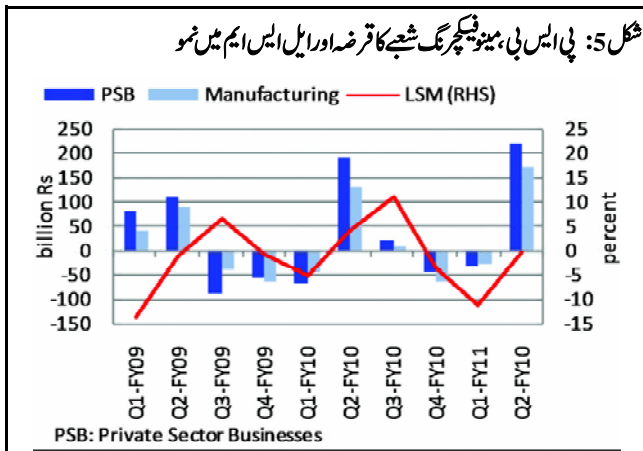
17- پالیسی ریٹ میں اضافے اور منڈی کی شرح ہائے سود تک اس کی ترسیل کے باوجود اہم زری مجموعوں میں خاصی نمو ہوتی رہی۔ مثال کے طور پر زربنیاد 15 جنوری 2011ء تک 16.6 فیصد کی شرح سے بڑھا، تاہم زربنیاد کے اجزائے ترکیبی میں یہ خوش آئند تبدیلی ہے کہ دسمبر 2010ء کے وسط سے اسٹیٹ بینک سے سرکاری قرض گیری کم ہوئی ہے، اور بیرونی جاری حسابات میں بہتری کے سبب اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثے بڑھے ہیں۔ اسی طرح اس عرصے میں نجی شعبے کو قرضے میں 4.8 فیصد کی معقول نمو کے باوجود زربنیاد کی نمو 15.1 فیصد رہی۔ بینکوں سے حکومت کو دیے گئے قرضے میں 25.8 فیصد کی تیز رفتار نمو اس کا سبب ہے۔ یہ رجحانات جاری رہے تو گرانی کم کرنے اور گرانی کی توقعات گھٹانے کی کوششیں ناکام ہو سکتی ہیں۔

18- اگر اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری قابو میں آجائے تب بھی ضروری نہیں کہ اس 11ء کی دوسری ششماہی کے دوران زری مجموعی طلب کم ہو کیونکہ جدولی بینکوں سے حکومتی قرض گیری جاری ہے۔ زری طلب میں مطلوبہ کمی کے لیے مالیاتی خسارے کو گھٹانا ہوگا، جو جدولی بینکوں سے حکومتی قرض گیری کا سبب ہے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری کو قابو میں رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ منڈی سے حکومتی قرض گیری کے اہداف حقیقت پسندانہ ہوں، صحیح طور پر جانچے جائیں اور وزارت خزانہ ان کی پابندی کرے۔



بلند گرانی کی منڈی کی اضافی توقعات بینکوں کی جانب سے ٹی بل نیلامیوں کی بولیوں کے انداز میں منعکس ہوتی ہیں ...

19- بلند گرانی اور شرح سود کی منڈی کی توقعات اب ٹی بل نیلامیوں کی بولیوں کے انداز میں زیادہ نمایاں ہیں۔ جب یہ توقعات قوی ہوتی ہیں تو بینک قبیل ترمیج کی حکومتی تمسکات میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ چنانچہ اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں کہ 12 مہی ٹی بلز کی پیشکشیں کم ہو رہی ہیں اور ان کی جگہ سے مہی ٹی بلز کی پیشکشیں آ رہی ہیں۔ اوسطاً حالیہ نیلامیوں میں 60 فیصد سے زیادہ بولیاں سے مہی ٹی بلز کی ہیں جبکہ 12 مہی ٹی بلز کی بولیاں 10 فیصد سے نیچے گر گئی ہیں (دیکھئے شکل 4)۔



نجی شعبے کو قرضے میں نمایاں اضافہ موسمی ہے اور خام مال کی بلند قیمتوں کی وجہ سے آیا ہے ...

20- منڈی کی بلند شرح سود سے نجی شعبے کی قرضے کی طلب کچھ تھمی۔ اس کے باوجود ایشیا سازی کے شعبے کی موسمی ضروریات کی بنا پر م س 11ء کی دوسری سے مہی کے دوران اس میں 211 ارب روپے کا اضافہ ہوا (دیکھئے شکل 5)۔ اس وجہ سے 15 جنوری 2011ء تک نجی شعبے کے قرضے میں سال بسال اضافہ 4.8 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ ایک سال پہلے 1.8 فیصد کی ہوئی تھی۔ قرضے

جدول 2: نجی شعبے کا قرضہ			
رقم کی آمد اور روپے			
م 10ء	پہلی ششماہی م 10ء	پہلی ششماہی م 11ء	م 10ء
112.9	109.3	163	نجی شعبے کو مجموعی قرضہ
105.5	124.7	190.2	1۔ نجی شعبے کے کاروبار کو قرضہ
بمطابق قسم			
40.6	81.3	183.5	جاری سرمایہ: جس میں سے
23.1	19.6	50.8	تجارتی مالکاری
65.3	43.4	6.7	معیین سرمایہ کاری
بمطابق شعبہ: جس میں سے			
7	6.1	9.1	زراعت
31.8	85.3	143.6	اشیا سازی: جس میں سے
-12.8	52.2	106.3	ٹیکسٹائل
61.1	27.3	23.3	بجلی، گیس اور پانی
-3.9	-1.6	3	تعمیرات
-4	5.9	4.1	تجارت اور کاروبار
-42.7	-24.3	-15.5	2۔ انفرادی: جس میں سے
-49.3	-28.6	-17.4	صارتی مالکاری
31.9	2.4	8.9	3۔ تحسکات اور حصص میں سرمایہ کاری
18.2	6.5	-20.7	4۔ دیگر
ماخذ: اسٹیٹ بینک			

جدول 3: کپاس کی قیمتوں کے رجحانات			
روپے فی من، یومیہ اوسط			
فیصد تبدیلی	م 10ء	م 11ء	مہینہ
88	3470	6522	جولائی
90.2	3446	6556	اگست
96.2	3464	6796	ستمبر
109.1	3597	7521	اکتوبر
120.8	3974	8776	نومبر
108.9	4364	9117	دسمبر
102.9	3719	7548	اوسط
ماخذ: آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن			

میں اس اضافے کی بڑی وجہ خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت ہے کیونکہ معاشی سرگرمیوں میں خاصی سست رفتاری دکھائی دیتی ہے جس کی عکاسی بڑے پیمانے پر ایشیا سازی کے شعبے کی گرتی ہوئی نمو سے ہوتی ہے۔

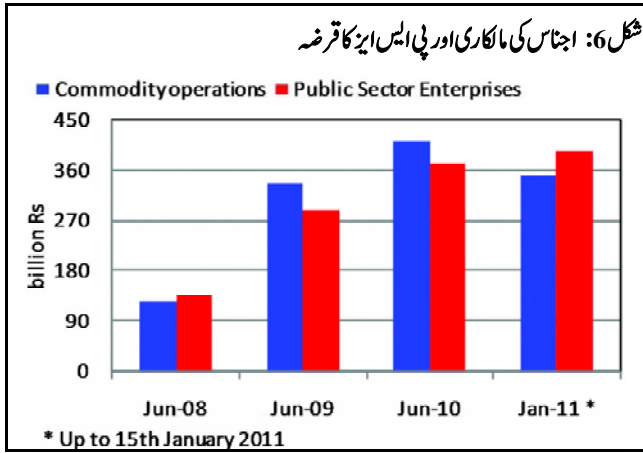
21۔ درآمدات کی لاگت میں اضافے کا اثر جاری سرمائے کے مقصد سے لیے جانے والے قرضوں کی نمایاں نمو میں نظر آتا ہے۔ جاری سرمائے کے لیے م 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران دیے گئے قرضے 183.5 ارب روپے تھے جو نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو دیے گئے کل قرضوں کا 97 فیصد ہیں (دیکھئے جدول 2)۔ مثال کے طور پر ٹیکسٹائل کے شعبے نے، جو بہت قرض لیتا ہے، م 11ء میں کپاس کی قیمتیں گنی کیے جانے کی بنا پر خاصا قرضہ (106 ارب روپے) لیا (دیکھئے جدول 3)۔ دوسری جانب معین سرمایہ کاری کے لیے قرضے میں کمی کارحجان دکھائی دیتا ہے۔ اس حوصلہ شکن روپے کی بنیادی وجہ بجلی و گیس کی قلت اور امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال ہے۔ ان مسائل سے نمٹنے بغیر ملکی سرمایہ کاری اور پائیدار معاشی نمو کو بحال کرنا مشکل ہوگا۔

22۔ مزید برآں، نجی شعبے کے قرضے میں توسیع بینکاری نظام کی امانتوں میں نمو کے تناسب نہیں ہے، جو 15 جنوری 2011ء تک 14.2 فیصد بڑھ گئیں۔ نتیجے کے طور پر نجی شعبے کے قرضے اور امانتوں کا تناسب پچھلے سال کے 73.8 فیصد سے کم ہو کر 67.8 فیصد ہو گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نجی شعبے کو قرض دینے میں بینکوں کو رقم کی دستیابی کا مسئلہ درپیش نہ تھا بلکہ وہ نجی شعبے کو قرضے دینے سے گریزاں تھے۔ بینکاری نظام کے غیر ادا شدہ قرضوں میں تیزی کی بنا پر بینکوں کے اس گریز میں مزید شدت آگئی کیونکہ غیر ادا شدہ قرضے م 11ء کی پہلی سہ ماہی کے خاتمے تک 500 ارب روپے کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ ساتھ ہی حکومت کی مالکاری کی ضروریات نے بینکوں کو حکومتی تحسکات کی نسبتاً کم یافت کے باوجود خطرے سے پاک سرمایہ کاری کا موقع فراہم کیا۔

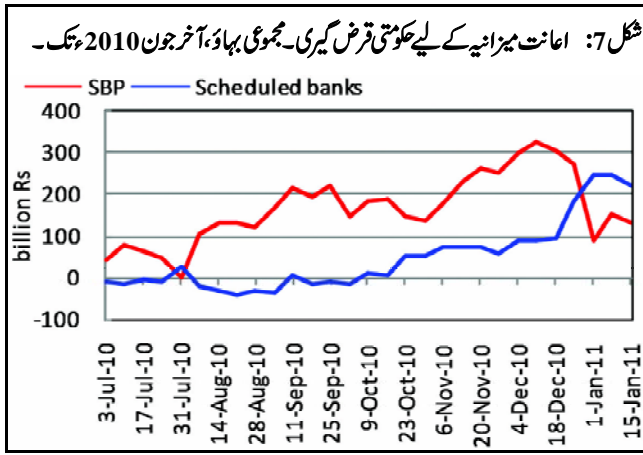
23۔ مزید برآں نجی شعبے کو اجناس کی خریداری اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو دیا گیا قرضے کا واجب الادا اسٹاک 15 جنوری 2011ء تک 748.3 ارب روپے کی بلند سطح پر رہا (دیکھئے شکل 6)۔ اس سے بینکوں کی نجی شعبے کو نیز حکومت کو اس کی بجٹ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے قرض دینے کی استعداد کم ہوگئی۔ مستقبل میں قرض دینے کی گنجائش پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اجناسی کارروائیوں کے لیے اور پی ایس ایز کو دیے گئے قرضوں کی بڑی مالیت واپس کی جائے۔

زری توسیع کو بڑھانے میں حکومتی قرض گیری کے ساتھ خالص بیرونی اثاثوں میں سازگار اضافے کا کردار ہے ...

24۔ 15 جنوری 2011ء تک حکومت جدولی بینکوں سے اعانت میزانیہ کے لیے 222.2 ارب روپے قرض لے چکی تھی جو زیادہ تر م 11ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد لیا گیا۔ م



11ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران حکومت نے اعانت میزانیہ کے لیے تقریباً تمام قرض اسٹیٹ بینک سے لیا (120 ارب روپے)۔ دسمبر 2010ء کے آخری دو ہفتوں کے سوا م س 11ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران بھی حکومت اسٹیٹ بینک سے قرضہ لیتی رہی (دیکھئے شکل 7)۔ کوالیشن سپورٹ فنڈ (تقریباً 54 ارب روپے) اور اسٹیٹ بینک کے منافع کی منتقلی (40 ارب روپے) کے علاوہ اسٹیٹ بینک سے رجوع میں یہ کمی دسمبر 2010ء میں دو آخری ٹی بل نیلامیوں میں 51 ارب روپے کی زائد از عرصیت رقم، پی آئی بی نیلامی میں 21 ارب روپے اور 37 ارب روپے کے اجارہ صلوک کے کامیاب اجرا کی بنا پر ممکن ہوئی۔



25۔ اس طرح، مالی سال 11ء کے آغاز سے حکومت کی اسٹیٹ بینک سے قرض گیری میں مسلسل اضافے کے بعد اس میں کچھ کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ ان قرضوں کی واجب الادا رقم (نقد بنیادوں پر) آخر جون 2010ء کے 1171 ارب روپے سے بڑھ کر وسط دسمبر 2010ء تک 1500 ارب روپے تک پہنچ گئی تھیں جبکہ 25 جنوری 2011ء میں تقریباً 1277 ارب روپے ہو گئیں۔ یہ ایک حوصلہ افزا پیش رفت ہے اور اگر اس کا تسلسل جاری رہا تو اس سے اضافی زرکی نمو اور گرانی کی توقعات کم کرنے میں مدد ملے گی۔

26۔ تاہم یکم جولائی تا 15 جنوری مالی سال 11ء کے دوران بینکاری نظام سے اعانت میزانیہ کے لیے مجموعی حکومتی قرض گیری 355.2 ارب روپے کی بلند سطح پر رہی (دیکھئے جدول 4)۔ یہ خالص ملکی قرضوں میں ہونے والے 109 فیصد

اضافے اور مجموعی زرکی توسیع کا 78 فیصد بنتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت بینکاری نظام کے مالی وسائل کی سب سے بڑی استعمال کنندہ رہی ہے۔

27۔ مالی سال 11ء کی آئندہ دوسرے ماہیوں میں بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری میں اضافے کا امکان ہے۔ وزارت خزانہ، ٹریژری بلز، پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز اور اجارہ صلوک جیسے تمسکات کے ذریعے پہلے ہی قرض گیری کے خاصے بلند اہداف کا اعلان کر چکی ہے (دیکھئے جدول 5)۔ پی آئی بی اور ٹی بل کی نیلامیوں کو مسترد کرنے یا ہدف سے کم رقم کی پیشکشیں قبول کرنے سے گریز کیا جانا چاہیے جیسا کہ مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران دیکھنے میں آیا تھا۔ مالی سال 11ء کی تیسری سہ ماہی میں ٹی بل کی منعقد ہونے والی دو نیلامیوں میں حکومت بلند نرخوں کے باوجود 360 ارب روپے کے ہدف سے قریب رقم جمع کرنے میں کامیاب رہی۔

28۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ قلیل مدتی تمسکات (خصوصاً سہ ماہی ٹی بل) سے اضافی قرض گیری کے باعث مستقبل میں رول اوور کرنے کی ضروریات میں مسلسل اضافے کے ساتھ ساتھ حکومت کے سودی اخراجات بھی بڑھ رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قرضہ جاتی انتظام کو موثر بنانے کے لیے طویل مدتی قرضوں پر انحصار کرنے والی حکمت عملی اختیار کی جائے۔ اس حکمت عملی کو لچکدار ہونا چاہیے تاکہ یہ غیر متوقع دھچکے برداشت کر سکے جیسے بیرونی مالکاری میں کمی کو اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کے بجائے دیگر ذرائع سے پورا کیا جائے۔

29۔ حکومت کی اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کے نتیجے میں زیر گردش کرنسی میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ وسط دسمبر 2010ء سے ایسی قرض گیری میں کمی آئی ہے لیکن 15 جنوری 2011ء تک زیر گردش کرنسی میں 17.7 فیصد کی خاصی نمو دیکھی گئی۔ اس لیے کرنسی و امانتوں کا تناسب آخر جون 2010ء کے 28.9 فیصد سے بڑھ کر 33.7 فیصد تک پہنچ گیا۔

بہتر مالی وساطت کے ذریعے زیر گردش کرنسی میں کمی بینکاری نظام کی فنڈنگ کی اساس کو بہتر بنانے کے لیے سود مند ثابت ہوگی جس سے وہ حکومت و نجی شعبہ دونوں کی قرضہ ضروریات کو پورا کرنے کی بہتر پوزیشن میں آجائے گا۔

30- بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں 127 ارب روپے کا اضافہ ایک خوش آئند پیش رفت ہے اور اس سے خالص ملکی اثاثوں (این ڈی اے) و خالص بیرونی اثاثوں (این ایف اے) کے تناسب کو بہتر بنانے میں مدد ملی ہے۔ تاہم، خالص ملکی اثاثوں میں خاصہ اضافے کو مد نظر رکھتے ہوئے یکم جولائی 2010ء تا 15 جنوری 2011ء کے دوران مجموعی طور پر 454 ارب روپے کی زری توسیع گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران ہونے والے 276.8 ارب روپے کے اضافے کے مقابلے میں کافی زیادہ ہے۔ یہ توسیع پیشگی توقعات سے زیادہ ہے اور اس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ آئندہ برسوں میں گرانہ بڑھنے کا خاصا امکان ہے۔ مالی سال 11ء کے لیے زر کی نمو کی نظر ثانی شدہ پیش گوئی تقریباً 15 فیصد ہے۔

اہم اصلاحات کو ملتوی کرنے سے دباؤ کا شکار مالیاتی صورتحال مزید خراب ہوگی۔۔۔

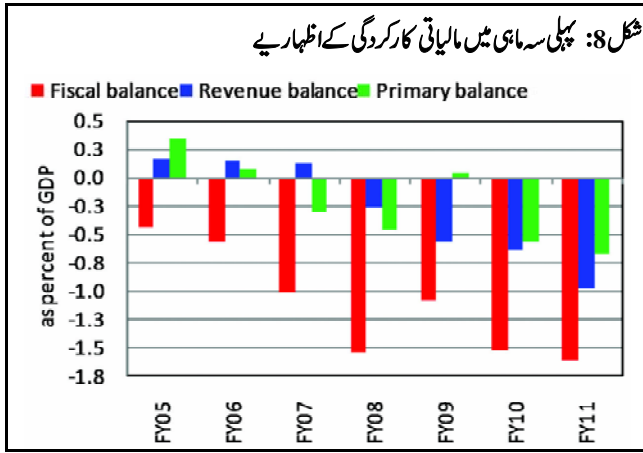
جدول 4: زری مجموعے				
ارب روپے، فیصد				
رقوم کی آمد		جون 2010ء کا اسٹاک		
م 11ء کی پیش گوئی	یکم جولائی تا 16 جنوری، م 10ء	یکم جولائی تا 15 جنوری، م 11ء	جون 2010ء کا اسٹاک	
798	256.6	327	5,232	خالص ملکی اثاثے: جس میں سے
-	164.3	355.2	2,011.5	خالص اعانت میزانیہ
-	-20.5	-59.6	413.2	اجناس کی خریداری
-	101.4	134	3,019.8	نجی شعبے کا قرضہ
-	83.8	19.7	351.4	پنپا ایس ایچ کو قرضہ
79	20.1	126.9	545.3	خالص بیرونی اثاثے
877	276.8	453.9	5,777.2	زر کی رسد (زر)
15.2	14.1	15.1		سال بسال نمو (فیصد)
یادداشتیں				
خالص اعانت میزانیہ				
-	-16.6	133	1,208.7	اسٹیٹ بینک سے
-	180.9	222.2	802.8	جدولی بینکوں سے
-	181	273.6	1,295.4	زیر گردش کرنسی
-	94.1	179	4,475.2	مجموعی امانتیں
-	171.1	277.5	1,679.3	زر بنیاد
18.1	14.2	16.6		سال بسال نمو (فیصد)
ماخذ: اسٹیٹ بینک				

جدول 5: سرکاری توسیعات کی بنیادی کا خلاصہ					
ارب روپے، فیصد					
تیسری سہ ماہی، م 11ء ¹		پہلی ششماہی، م 11ء			
حاصل کردہ رقم	ہدف	حاصل کردہ رقم	ہدف	حاصل کردہ رقم	ہدف
-	363	980	-	1364	1220
13.7	331	-	13.3	875	-
13.7	25	-	13.5	411	-
13.9	7	-	13.8	78	-
-	-	35	-	27	85
-	-	7	14.2	6	12
-	-	9	14.4	18	25
-	-	2	-	مسترد	8
-	-	45	-	89	80
-	363	1060	-	1480	1385
1 27 جنوری 2011ء تک					
2 اس عرصے کی آخری بنیادی کے مطابق					
ماخذ: اسٹیٹ بینک					

31- سرکاری شعبے میں قرضوں کی بلند طلب مالیاتی کھاتوں میں آمدنی و اخراجات کے فرق کو ظاہر کرتی ہے۔ م 11ء کی پہلی سہ ماہی کے مالیاتی کھاتوں کے اعداد و شمار گذشتہ برسوں کے مقابلے میں مالیاتی توازن کے اہم اظہاریوں میں خاصہ بگاڑ کی عکاسی کرتے ہیں۔ (دیکھئے شکل 8)۔ خسارے کی اس بلند سطح کا اہم سبب ٹیکس و غیر ٹیکس محصولات دونوں میں کمی ہے۔ مالی سال 11ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایف بی آر کے ٹیکسوں میں 11.2 فیصد نمو ہوئی جو سال کے 1667 ارب روپے کے ہدف کو پورا کرنے کے لیے 26 فیصد کی سالانہ مطلوبہ نمو سے بہت کم ہے (دیکھئے جدول 6)۔ مالی سال 11ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ایف بی آر کے ٹیکس محصولات میں ہونے والی 15 فیصد نمو کے باعث مالی سال کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی وصولی بڑھ کر صرف 661 ارب روپے تک ہوئی۔

32- دوسری جانب، مالی سال 11ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی اخراجات میں بڑی حد تک ٹھہراؤ آیا۔ ایسا ترقیاتی اخراجات میں خاصی کٹوتی کے باعث ممکن ہوا جبکہ اس کے مقابلے میں توانائی، غذائی اشیا (جیسے گندم و چینی) اور نقد منتقلیوں پر دیے جانے والے زر اعانت کے باعث جاری

اخراجات میں اضافہ دیکھا گیا۔ ہو سکتا ہے کہ ترقیاتی اخراجات میں کمی ضروری ہو لیکن یہ مسئلہ کا صرف ایک قلیل مدتی حل ہے اور یہ معاشی نمو پر منفی اثرات مرتب کر سکتا ہے۔



جدول 6: مالی سال 11ء میں مجموعی مالیاتی سرگرمیوں کا خلاصہ			
ارب روپے: علاوہ دیگر میں ظاہر کردہ			
دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	میزانی تخمینہ ¹	مجموعی حاصل
-	406.5	2574.0	جس میں
-	323.7	-	ٹیکس: جس میں
367.1	293.5	1667.0	ایف بی آر ٹیکس حاصل
-	82.9	-	غیر ٹیکس: جس میں
40.0	40.0	-	اسٹیٹ بینک کا منافع
63.7	0.0	-	سی ایس ایف رقوم
-	682.7	3258.0	مجموعی اخراجات
-	566.8	-	جاری
-	62.8	-	ترقیاتی
-	53.2	-	غیر شناخت شدہ
-214.2	-276.2	-685.0	میزانی خسارہ
214.2	276.2	685.0	مالکاری
-10.3	56.9	186.0	بیرونی
224.5	219.3	499.0	ملکی
59.5	98.4	333.0	غیر بینک
165.0	121.0	166.0	بینکاری نظام: جس میں
-38.3	118.3	-	اسٹیٹ بینک
1.2	1.6	4.0	مالیاتی خسارہ لحاظ ڈی ڈی پی فیصد

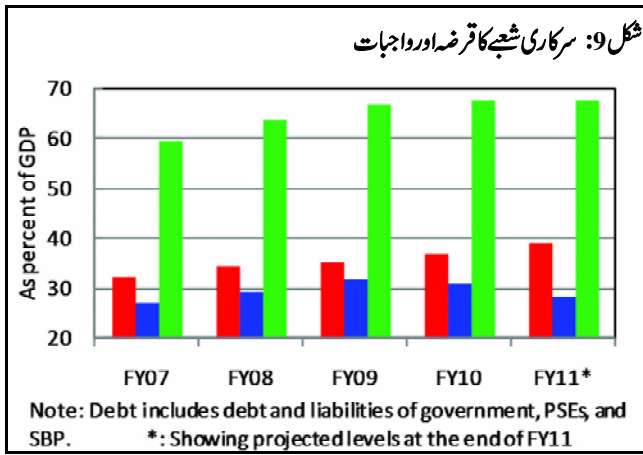
1 مالی سال 11ء کے وفاقی بجٹ میں اعلان کردہ
ع عبوری
ماخذ: اسٹیٹ بینک

33- مالی سال 11ء کی دوسری سہ ماہی میں بجٹ کے لیے مالکاری کے عبوری تخمینوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالیاتی خسارہ بڑھ کر تقریباً 500 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ مالی سال 11ء کے آغاز میں مالیاتی خسارے کا ہدف 685 ارب روپے (جی ڈی پی کا 4 فیصد) تھا۔ سیلاب کے بعد اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے اسے 812 ارب روپے (جی ڈی پی کا 4.7 فیصد) کر دیا گیا۔ خسارے کو نظر ثانی شدہ ہدف کے اندر رکھنے کے لیے مالی سال 11ء کی دوسری ششماہی کے دوران ایف بی آر کے ٹیکسوں میں تقریباً 35 فیصد نمو کی ضرورت ہوگی۔ لیکن ایسا مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ حکومت پہلے ہی جی ایس ٹی میں مجوزہ اصلاحات پر عملدرآمد متوی کر چکی ہے جبکہ دیگر مالیاتی اقدامات پر عملدرآمد بھی کافی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

34- حکومت کی جانب سے تیل کی عالمی قیمتوں میں ہونے والا حالیہ اضافہ ملکی صارفین کو منتقل نہ کرنے سے مالی وسائل پر دباؤ مزید بڑھ رہا ہے۔ تخمینے کے مطابق حکومت نے دسمبر 2010ء اور جنوری 2011ء میں تیل پر 7 ارب روپے زراعت دیا۔ اگر حکومت نے ملکی قیمتوں میں تبدیلی نہیں کی اور عالمی قیمتیں موجودہ سطح پر برقرار رہتی ہیں تو مالی سال کے آخر تک حکومت کو مزید 25 تا 35 ارب روپے کا اضافی نقصان برداشت کرنا ہوگا۔ مزید برآں حکومت نے مالی سال 11ء میں موبائل فون کمپنیوں کوئی ٹیکنالوجی کے متعلق لائسنسوں کے اجراء کے ذریعے غیر ٹیکس حاصل سے 55 ارب روپے جمع کرنے کی منصوبہ بندی کی ہے۔ تاہم، اس ضمن میں اب تک کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی اس لیے امکان ہے کہ محصولات میں مزید کمی ہوگی۔ گروشی قرضوں کا مسئلہ بھی منافع منقسمہ، رائلٹیز وغیرہ کی مددیں دیگر غیر ٹیکس حاصل کی وصولی میں مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔

35- محصولات میں ہونے والی اس متوقع کمی سے قطع نظر، اخراجات میں ممکنہ اضافے سے مالیاتی مشکلات میں اضافہ ہوگا جس کے معیشت پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ امن وامان اور سیلاب سے متعلقہ اخراجات ناگزیر ہیں لیکن توانائی کے شعبے میں تخمین شدہ رقوم سے زائد زراعت کا تسلسل مالیاتی صورتحال کے لیے سنگین خطرہ بن سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 11ء کے لیے مالیاتی خسارے کا نظر ثانی شدہ ہدف حاصل نہیں کیا جاسکے گا۔

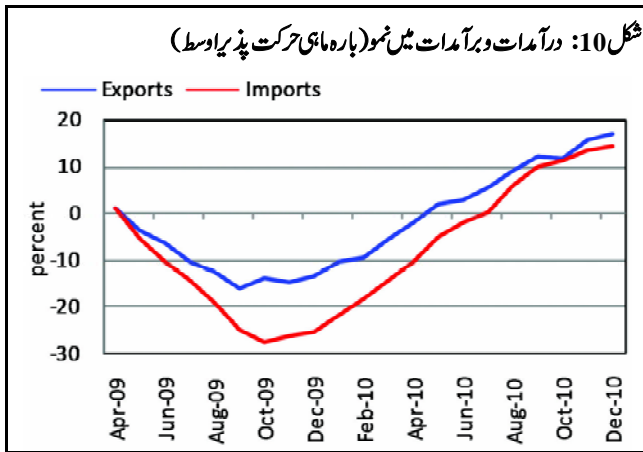
36- مزید برآں، میزانیہ کے لیے بیرونی مالکاری میں خاصی کمی کی توقع ہے۔ مالی سال 11ء کی منصوبہ بندی کے مطابق بیرونی مالکاری کی دستیابی کا دارومدار معاشی اصلاحات کے نفاذ پر تھا۔ اصلاحات پر عملدرآمد میں تاخیر کو مدنظر رکھتے ہوئے امکان ہے کہ یہ رقوم مالی سال 11ء کی دوسری ششماہی میں حاصل نہیں ہو سکیں گی۔ مالی سال 11ء کے دوران حکومت کو مجموعی طور پر بیرونی مالکاری سے 47 ارب روپے حاصل ہونے تھے جو بجٹ میں مقررہ ہدف سے خاصا کم ہے۔ اس کے نتیجے میں مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کے لیے ملکی ذرائع سے بھاری غیر متناسب مالکاری کے جاری رہنے کا امکان ہے۔



37۔ اگر بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے پر قابو نہ پایا گیا تو اس کے قرضہ جاتی پائیداری پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ سرکاری قرضوں اور جی ڈی پی کے تناسب کو مالیاتی پائیداری کا اہم اظہار یہ سمجھا جاتا ہے اور اس میں گذشتہ چند برسوں کے دوران بگاڑ دیکھا گیا (دیکھئے شکل 9)۔ مالی سال 11ء میں نہ صرف حکومت کے مجموعی قرضے 812 ارب روپے سے بڑھ کر 9.1 ٹریلین تک پہنچ گئے ہیں بلکہ قلیل مدتی قرضوں (ایک سال سے کم مدت) کے تناسب میں بھی اضافہ ہو گیا۔ ان رجحانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آئندہ برسوں میں ملک کی مالیاتی صورتحال مشکلات سے دوچار رہے گی۔

38۔ اس لیے ضروری ہے کہ حکومت اقتصادی اصلاحات متعارف کرائے اور مالیاتی خسارے میں مزید اضافے کو روکنے کے لیے ایک واضح اور حقیقت پسندانہ حکمت عملی پر عملدرآمد کرے کیونکہ ایسا کرنا بحال ہوتے معاشی استحکام کے لیے کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کی سمت پیش رفت کے اولین اقدامات میں موجودہ ٹیکس نظام میں جامع اصلاحات اور غیر ضروری اخراجات میں کمی کا شامل ہونا ضروری ہے۔

سرمائے و مالی رقوم کی آمد میں کمی نے بیرونی جاری کھاتے میں بہتری کو متاثر کیا۔۔۔



39۔ اگرچہ مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالیاتی صورتحال میں بہتری نہیں آسکی لیکن بیرونی جاری کھاتے میں خاصی اور غیر متوقع بہتری دیکھی گئی۔ اس حوصلہ افزا بہتری کا اہم سبب برآمدات میں ہونے والی 19.4 فیصد نمو ہے (دیکھئے شکل 10)۔ ٹیکسٹائل اور چاول جیسی پاکستانی برآمدات کے بلند عالمی نرخوں سے بھی اس سلسلے میں کافی مدد ملی۔ خصوصاً مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران 1.8 ارب ڈالر اضافے کا سبب صرف قیمتوں کا بڑھنا ہے جبکہ یہ مالی سال 10ء کی پہلی ششماہی میں 1.4 ارب ڈالر تھا۔ مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران درآمدات میں 10.1 فیصد اضافہ ہوا اور توقع ہے کہ مالی سال 11ء کے دوران اس میں 12 فیصد نمو ہوگی جس کا اہم سبب اجناس کی عالمی قیمتوں خصوصاً تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔

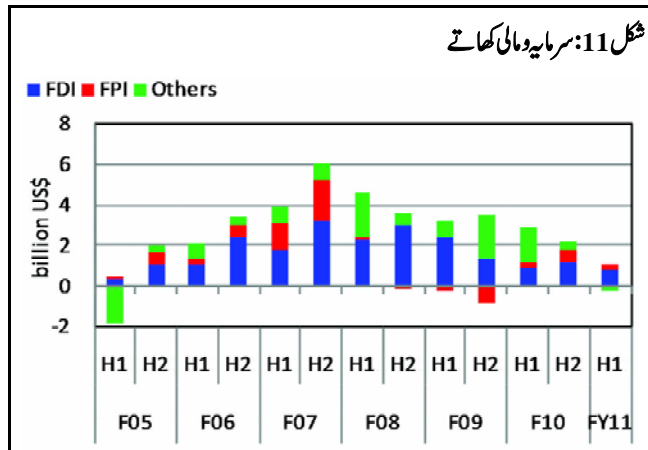
40۔ بیرونی جاری کھاتے کو 5.3 ارب ڈالر کی مضبوط ترسیلات زور اور اتحادی سپورٹ فنڈ (سی ایس ایف) کے تحت 743 ملین ڈالر ملنے سے مزید تقویت حاصل ہوئی۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 11ء کی دوسری سہ ماہی میں بیرونی جاری کھاتے کی رقوم فاضل (613 ملین ڈالر) ہو گئیں اور اس طرح مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی طور پر 26 ملین ڈالر کا فاضل رہا (دیکھئے جدول 7)۔ سہ ماہی جاری کھاتے مالی سال 05ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد پہلی بار فاضل ہوا ہے۔

41۔ مالی سال 11ء کی دوسری ششماہی میں درآمدات و برآمدات کے امکانات کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ برآمدات کی حالیہ مضبوط کارکردگی کے باوجود درآمدات کے بڑھنے کی رفتار ظاہر کرتی ہے کہ مالی سال 11ء کی دوسری ششماہی میں بیرونی جاری کھاتے کے فاضل کو برقرار رکھنے کے امکانات کم ہو جائیں گے۔ فرض کریں اگر مالی سال 11ء کی دوسری ششماہی کے دوران برآمدات کی قیمتوں میں اضافے کا رجحان جاری رہتا ہے تو مالی سال 11ء میں برآمدات کی نمو 15 فیصد رہنے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جبکہ مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کی درآمدات میں 10.1 فیصد اضافہ ہوا تھا اور توقع ہے کہ پورے مالی سال کے دوران بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کی وجہ سے اس کی نمو 12 فیصد تک رہے گی۔

جدول 7: ادائیگیوں کے توازن کا خلاصہ				
ارب ڈالر: علاوہ دیگر میں ظاہر کردہ				
	پہلی ششماہی			
	م 11ء ¹	م 10ء	م 11ء	م 10ء
I- جاری کھاتے کا توازن	-3.0	0.03	-2.6	-3.9
تجارتی توازن	-	-5.6	-5.9	-11.5
برآمدات	-	11.1	9.3	19.7
درآمدات	-	16.7	15.2	31.2
خدمات کا توازن	-	-0.5	-1.5	-1.7
آمدنی کا توازن	-	-1.5	-1.6	-3.3
جاری منتقلیوں کا توازن	-	7.6	6.4	12.6
ترسیلات زر	-	5.3	4.5	8.9
II- سرمایہ دہائی کھاتہ	2.8	0.9	3.0	5.3
جس میں				
براہ راست سرمایہ کاری	-	0.8	0.9	2.1
جزدانی سرمایہ کاری	-	0.2	0.3	-0.1
دیگر سرکاری سرمایہ کاری، واجبات	-	-0.1	0.9	2.0
III- اغلاط و بھول چوک	-	0.1	0.6	-0.1
مجموعی توازن (I+II+III)	-0.1	1.0	1.1	1.3
یادداشتی اجزا				
جاری کھاتے کا توازن بلحاظ ڈی ڈی پی فیصد	-1.5	0.0	-1.5	-2.3
برآمدات کی نمو (فیصد)	15.0	19.4	-7.7	2.9
درآمدات کی نمو (فیصد)	12.0	10.1	-17.1	-1.7
¹ 25 جنوری 2011ء کی پیش گوئی				
ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان				

42- اسی طرح اگر کارکنوں کی ترسیلات زر کا تسلسل اور سی ایف ایس کی تخمین شدہ رقوم مل جائیں تو امکان ہے کہ م 11ء کے لیے بیرونی جاری کھاتے کا خسارہ تقریباً 3 ارب ڈالر یا جی ڈی پی کے 1.5 فیصد تک رہے گا۔ تاہم مجموعی ادائیگیوں کے توازن پر بیرونی جاری کھاتے میں بہتری کے اثرات سرمائے و مالی رقوم کی آمد کی صورتحال میں ابتری کے باعث زائل ہو سکتے ہیں۔ اس لیے م 11ء کے لیے تخمین شدہ بیرونی جاری کھاتے کے چھوٹے خسارے کی مالکاری زرمبادلہ کے ذخائر کو بڑھانے میں مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔

43- مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی میں 884 ملین ڈالر کی سرمایہ جاتی و مالی رقوم کی آمد پہلے کیے جانے والے تخمینوں کے لحاظ سے خاصی کمی کی عکاس ہے۔ یہ مالی سال 05ء کی دوسری ششماہی کے بعد کسی بھی ششماہی کے مقابلے میں پست ترین سطح ہے (دیکھئے شکل 11ء)۔ ان رقوم کے بہاؤ میں سست روی کی وجوہات میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری و جزدانی سرمایہ کاری میں کمی اور سرکاری قرضوں کے ملنے میں تاخیر ہے۔ ابھرتی ہوئی دیگر معیشتوں کے مقابلے میں ملک کے خطرے کی سطح بلند ہے جس کی عکاسی پاکستان کے غیر ملکی کرنسی بانڈز پر بلند کریڈٹ ڈیفالٹ سواپ (سی ڈی ایس) سے ہوتی ہے اور یہی غیر ملکی سرمایہ کاروں کے سرمایہ کاری کرنے سے ہچکچاہٹ کا ایک اہم سبب ہے۔ کئی تخمین شدہ غیر ملکی قرضے معاشی اصلاحات پر عملدرآمد نہ ہونے کے باعث حاصل نہ ہو سکے۔ درحقیقت، ملنے والے نئے قرضے مالی سال 11ء کی دوسری سہ ماہی میں واجب الادا قرضوں کی واپسی کے لیے ناکافی تھے۔



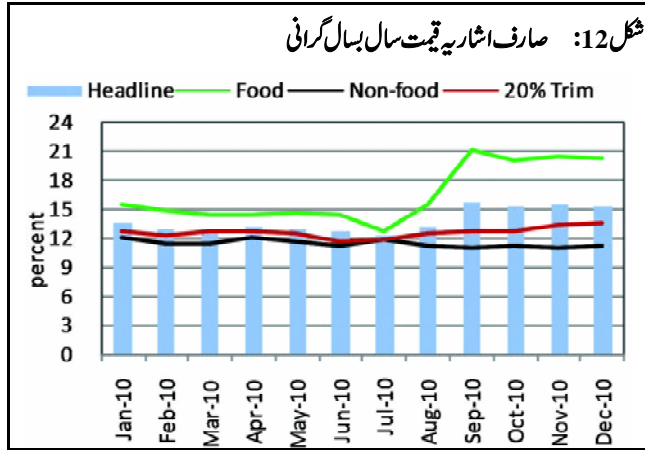
44- مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران ادائیگیوں کا مجموعی توازن ایک ارب ڈالر فاضل رہا اور اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر آخر جون 2010ء کے 13 ارب ڈالر سے بڑھ کر 13.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئے۔ نتیجتاً پہلی ششماہی میں بازار مبادلہ میں استحکام دیکھا گیا۔ مستقبل میں سرکاری قرضوں کی واپسی کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے زرمبادلہ کے ذخائر کو بلند سطح پر برقرار رکھنا ضروری ہے، جیسے فروری 2012ء سے آئی ایم ایف کے قرضوں کی واپسی شروع ہو جائے گی (دیکھئے جدول 8)۔

گرانی مسلسل بلند سطح پر ہے -----

45- گرانی کا دباؤ جو مالی سال 11ء کی شروعات میں ہی خاصی بلند سطح پر تھا، پہلی ششماہی کے دوران بلند سطح پر رہا۔ نہ صرف گرانی کو بڑھانے والے عوامل کی شدت برقرار رہی بلکہ معیشت کو تباہ کن سیلابوں کا اضافی دھچکا بھی سہنا پڑا۔ اسی طرح بجلی و گیس کی قیمتوں میں اضافے کے باوجود توانائی کی قلت کا سبب بننے والے اہم مسائل ابھی تک حل طلب ہیں۔ اس کا نتیجہ موجودہ دستیاب پیداواری گنجائش کے کم استعمال اور معیشت میں نئی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کی صورت میں نکل رہا ہے۔

جدول 8: آئی ایم ایف کے واجب الادا قرضوں کے اصل زری بازادائیگی			
ملین ڈالر			
کل	ایس بی اے ¹	ای سی ایف	ایس بی اے ¹
270	0	270	م 11ء
1,176	920	256	م 12ء
2,889	2,700	189	م 13ء
3,307	3,226	81	م 14ء
1,309	1,282	27	م 15ء
58	58	0	م 16ء
9,008	8,186	822	کل

1 بشمول ای این ڈی اے قومات، جو مالی سال 14 سے شروع ہوں گی۔
نوٹ: رقم 28 جنوری 2011ء کو ایس ڈی آر سے منتقل کی گئی ہیں، شرح 1.56 ڈالر فی ایس ڈی آر۔
ای سی ایف: ایکس ٹینڈ ڈ کریڈٹ فیسلٹی، ایس بی اے، اسٹینڈ بائے آرینجمنٹ
ماخذ: آئی ایم ایف



جدول 9: گرانی کے اظہارے			
فیصد			
سال بسال		اوسط	
جون 10ء	دسمبر 10ء	پہلی ششماہی مالی سال 11ء	مالی سال 11ء ¹
12.7	15.5	14.6	15-16
14.5	20.4	18.5	عمومی صارف اشاریہ قیمت گرانی
11.2	11.4	11.3	غذائی گروپ
10.4	9.5	9.6	غیر غذائی گروپ
11.7	13.6	12.5	20 فیصد تراشیدہ اوسط
			1 پیش گوئیاں

ماخذ: وفاقی شماریات بیورو اور اسٹیٹ بینک

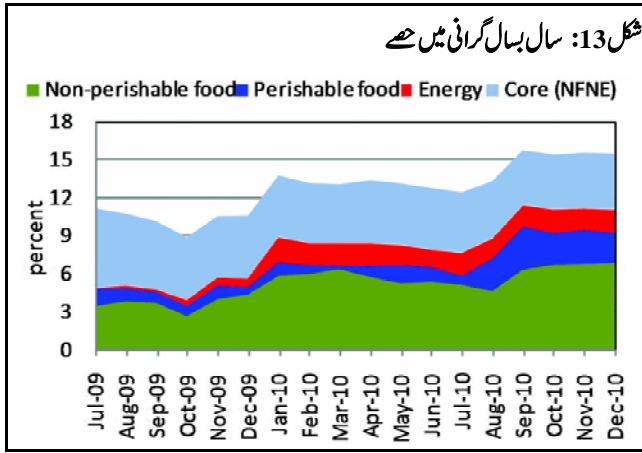
46- نتیجتاً، مجموعی طلب و رسد کا فرق ابھی کافی زیادہ ہے جس کی وجہ سے گرانی کا تسلسل برقرار ہے (دیکھئے شکل 12)۔ اجناس کے بڑھتے ہوئے عالمی نرخ بھی ملکی گرانی کے دباؤ کی شدت بڑھانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ مذکورہ حالات کے ساتھ ساتھ اقتصادی اصلاحات کے بارے میں غیر یقینی صورتحال بھی بلند گرانی کی توقعات کو مزید تقویت دینے کا باعث بنی۔

47- مالی سال 11ء کے اوائل میں آنے والے سیلاب نے فصلوں کو تباہ اور پیداوار و رسد کی کڑی میں تعطل پیدا کر دیا تھا جس سے گرانی کے دباؤ میں مزید شدت آگئی تھی۔ نتیجتاً صارف اشاریہ قیمت گرانی جو ستمبر 2010ء میں بڑھ کر 15.7 فیصد (سال بسا) ہو گئی تھی، دسمبر 2010ء تک بھی 15.5 فیصد کی سطح پر تھی۔ مالی سال 10ء کے دوران اوسط گرانی گر کر 11.7 فیصد پر آگئی تھی لیکن یہ مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑھ کر 14.6 فیصد ہو گئی ہے (دیکھئے جدول 9)۔

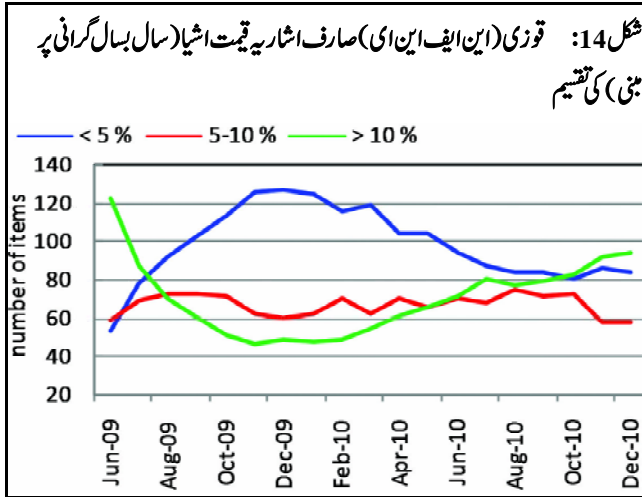
48- حالیہ مہینوں کے دوران گرانی میں ہونے والا اضافہ وسیع البنیاد ہے اور یہ غذائی و غیر غذائی دونوں میں نمایاں ہے۔ غذائی گروپ میں سیلاب کے بعد جلد خراب ہونے والی ایشیا کی گرانی میں توقع کے مطابق کمی آئی ہے اور یہ ماہ بہ ماہ تبدیلیوں سے بھی نمایاں ہے۔ تاہم، غذائی گرانی مجموعی طور پر اب بھی سیلاب سے پہلے کے مقابلے میں بلند سطح پر ہے۔ اس میں عام سوچ کے برعکس خراب نہ ہونے والی غذائی ایشیا کا حصہ زیادہ ہے جس میں گذشتہ دو مہینوں کے دوران اضافہ دیکھا گیا (دیکھئے شکل 13)۔

49- غذائی گروپ کے علاوہ صارف اشاریہ قیمت میں شامل دیگر ایشیا کا بھی گرانی کو بڑھانے میں خاصا حصہ ہے اور طویل مدت میں اس کا تسلسل باعث تشویش ہے۔ قوزی گرانی کا پیمانہ 20 فیصد تراشیدہ اوسط، جس میں صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں شامل تغیر پذیری کی حامل ایشیا کو منہا کیا جاتا ہے، وہ دسمبر 2010ء میں بڑھ کر 13.6 فیصد تک پہنچ گیا۔ اس میں گذشتہ بارہ مہینوں کے دوران 12.6 فیصد کی اوسط سے اضافہ ہوا ہے اور یہ جون 2010ء سے مسلسل بڑھ رہا ہے۔

50- اسی طرح، قوزی گرانی کا پیمانہ غیر غذائی غیر توانائی بھی نومبر 2009ء سے 10 فیصد کے قریب رہا ہے۔ گرانی کے پیمانے غیر غذائی غیر توانائی میں 10 فیصد سے زائد سالانہ گرانی ظاہر کرنے والی ایشیا کی تعداد دسمبر 2010ء میں بڑھ کر 94 ہو گئی ہے جبکہ یہ دسمبر 2009ء میں 49 تھی (دیکھئے شکل 14)۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ گرانی کا دباؤ غذائی و توانائی کی قیمتوں تک محدود نہیں اور یہ تیزی سے دوسری ایشیا تک پھیلتا جا رہا ہے۔



51- گذشتہ تین برسوں کے دوران گرانی کے رجحانات پر ایک نظر ڈالنے سے اس کی پائیداری کا باعث بننے والے اہم ذریعے کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔ ایک مہینے کے علاوہ (اکتوبر 2009ء) سال بسال صارف اشاریہ قیمت گرانی جنوری 2008ء سے دوہندسی رہی ہے۔ ان تین برسوں میں حکومت کی مالیاتی توسیع پر مبنی پالیسی، جس کی مالکاری اکثر اسٹیٹ بینک کے قرضوں سے کی جاتی رہی ہے، یہ گرانی کی پائیداری سے ہم آہنگ ہے۔ دوسری جانب، اجناس کی عالمی اور ملک کی تھوک قیمتیں دونوں میں اضافہ ہوا، کم ہونے اور پھر بڑھ گئیں۔ بجلی کی قیمتوں میں ردوبدل مختلف وقفوں سے کیا جاتا رہا۔ غذائی ایشیا کی رسدی کڑی میں تھقل صرف ایک بار مالی سال 11ء کی پہلی سہ ماہی کے تباہ کن سیلابوں کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔



52- مالی سال 11ء کے لیے اوسط صارف اشاریہ قیمت گرانی کی نظر ثانی شدہ پیش گوئیاں 15 تا 16 فیصد کے درمیان ہیں جبکہ مالی سال 12ء میں دوہندسی گرانی کا امکان بہت زیادہ ہے۔ گرانی پر بہتر انداز میں قابو پانے کے لیے مالیاتی صورتحال میں بہتری لانا اور مالیاتی خسارے و اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری میں کمی بہت ضروری ہے۔ یہ اقدامات اسٹیٹ بینک کی جانب سے زری توسیع کو مطلوبہ حدود میں رکھنے کی کوششوں میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں اور اس سے طلب کے دباؤ میں کمی آجائے گی۔

ج- خطرات اور دشواریاں

53- پائیدار اقتصادی نمو کے لیے بنیادی مسئلہ گرانی کی موجودہ بلند سطح ہے جس کا برقرار رہنا اقتصادی استحکام کے لیے خطرناک ہے اور جو معیشت میں بے یقینی بڑھاتی ہے اور، بجت اور سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ خصوصاً سرمایہ کاری نہ ہونے سے معیشت کی پیداواری استعداد رک جاتی ہے یوں مجموعی طلب اور رسد کے مابین فرق بڑھتا جاتا ہے۔

54- مستقل بلند گرانی سے ملکی کرنسی کی قدر کم ہو جاتی ہے جس سے برآمدات کی مسابقت بھی گھٹ جاتی ہے۔ ملکی گرانی اور تجارتی شریک ملکوں کی گرانی میں موجود فرق کم نہ کیا جائے تو شرح مبادلہ پر تخفیف کا دباؤ بڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ درآمدات زیادہ مہنگی ہو سکتی ہیں اور ملکی گرانی مزید بڑھ سکتی ہے۔

55- اس کے علاوہ گرانی کی بلند سطح پر برقراری سے اس کے بدستور بلند رہنے کی توقعات مستحکم ہو جاتی ہیں چنانچہ گرانی کم کرنے کی پالیسیوں کے مطلوبہ اثرات نہیں نکلتے۔ ایسے حالات میں گرانی کم کرنے کے لیے شرح سود اور شرح مبادلہ میں بڑے پیمانے کا ردوبدل درکار ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ معاشی سرگرمیوں میں سکڑاؤ نسبتاً بڑھ جائے اور طویل عرصہ تک چلے۔

56- اسٹیٹ بینک کے موجودہ زری پالیسی موقف میں گرانی کے ان رجحانات اور معیشت پر ان کے مضمرات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ معاشی سرگرمیوں پر بلند شرح سود کے قلیل مدتی اثرات بھی اس موقف میں شامل کیے گئے ہیں۔ تاہم یہ یاد رہنا چاہیے کہ کم اور مستحکم گرانی ہی پائیدار اقتصادی نمو لاسکتی ہے۔ پس، گرانی پر قابو پانے کے ضمن میں اسٹیٹ بینک کی اصل توجہ اس پر ہے کہ طویل مدتی اقتصادی نمو کو یقینی بنایا جائے۔

57- جیسا کہ سابقہ زری پالیسی بیانات میں بتایا گیا ہے، گرانٹی پر مطلوبہ اثرات ڈالنے میں اسٹیٹ بینک کو درپیش بڑی رکاوٹ تو سبھی مالیاتی موقف ہے جس کی مالکاری کے لیے حکومت اکثر اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کرتی ہے۔ اس کے علاوہ بنیادی اقتصادی اصلاحات میں مزید تاخیر کی گئی تو خدشہ ہے کہ مالیاتی موقف اور گرانٹی کم کرنے کی کوششیں ایک دوسرے سے ہم آہنگ نہ رہیں گی۔ تاہم وسط دسمبر 2010ء سے حکومت کی اسٹیٹ بینک سے قرض گیری گھٹ گئی ہے جو خوش آئند پیش رفت ہے اور بلند گرانٹی کی توقعات کو روکنے میں مددگار ہوگی۔ اصل چیلنج یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک سے مالکاری کی حالیہ منتقلی کو برقرار رکھا جائے۔

58- اگر بلند مالیاتی خسارے پر قابو نہ پایا گیا تو یہ قرضہ جاتی پائیداری پر منفی اثرات مرتب کر سکتا ہے۔ عرصیت مکمل کرنے والے قرضوں کے ایک بڑے حصے کو آئندہ مدت میں رول اوور کیا جانا ہے۔ آمدنی و اخراجات میں بڑھتے ہوئے فرق کی موجودگی میں اس خسارے کی مالکاری کے لیے ملکی قرض گیری پر انحصار بڑھ جائے گا۔ مذکورہ صورتحال میں منڈی کی شرح ہائے سود مزید باؤ میں آئے گی جس سے آئندہ برسوں میں قرضوں کی واپسی کی لاگت مزید مہنگی ہو جائے گی۔ قرضوں کی واپسی کی لاگت میں اضافے کے ساتھ ساتھ امن و امان اور غذا سے متعلق اخراجات کے لیے بھی اضافی فنڈز درکار ہوں گے جس سے حکومت کے لیے انفراسٹرکچر، صحت اور تعلیم جیسے اہم شعبوں میں اخراجات کی گنجائش کم ہو جائے گی۔

59- اصلاحات کے نفاذ میں ناکامی سے معاشی سرگرمیوں میں رکاوٹ بننے والے ساختی مسائل مزید پیچیدہ ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً، اس کے نتیجے میں نمونہ پاتی معیشت کی ضروریات کے لیے درکار مالی وسائل کی دستیابی میں کمی آسکتی ہے۔ معاشی سرگرمیوں کو محدود کرنے میں بجلی کی قلت کا بھی اہم کردار ہے اور اس کی وجہ سے پائیدار معاشی بحالی متاثر رہے گی۔ موجودہ دستیاب پیداواری گنجائش کے بہترین استعمال کو یقینی بنانے کے لیے اس مسئلے کا حل تلاش کرنا اہم ترین ترجیح ہونی چاہیے۔

60- مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی جاری کھاتے کے توازن میں خاطر خواہ بہتری کو ابھی کئی خطرات لاحق ہیں۔ برآمدات میں نمونہ متاثر کن ہے لیکن اس کا اہم سبب اجناس خصوصاً کپاس کے عالمی نرخوں میں ہونے والا حالیہ اضافہ ہے۔ برآمدات کی مقدار میں زیادہ اضافہ نہ ہو پانا، بجلی و گیس کی نامناسب رسد اور اس کی راہ میں حائل دیگر رکاوٹوں کو ظاہر کرتا ہے۔ کمزور عالمی معیشت کی بحالی کے محدود امکانات نے بھی ملکی درآمدات کی طلب کو بڑھانے پر اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس صورتحال میں عالمی قیمتوں میں کمی برآمدات پر مضر اثرات ڈال سکتی ہے۔

61- دوسری جانب امکان ہے کہ اجناس کے بڑھتے ہوئے عالمی نرخوں کی وجہ سے درآمدات کی لاگت بڑھ جائے گی اور درآمدی ادائیگیوں کی سطح بلند رہے گی۔ مزید برآں، طویل مدتی تناظر میں سی ایس ایف جیسے ذرائع سے بیرونی جاری کھاتے کے خسارے میں آنے والی بہتری مستقل نوعیت کی نہیں ہے اور اس سے کسی بھی قسم کی پیداواری سرگرمی ظاہر نہیں ہوتی۔ اس لیے جاری کھاتے کے توازن کو پائیدار بنانے کا چیلنج درپیش رہے گا اور اس کے لیے ایشیا و خدمات کی برآمدات میں وسیع الہیاد بلند نمو کے حصول کی خاطر معیشت میں استعداد کاری کی ضرورت ہے۔

62- مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالی رقوم کے بہاؤ میں کمی نے جاری کھاتے کے چھوٹے خسارے کی مالکاری کے لیے بھی خدشات پیدا کر دیے ہیں۔ ان رقوم کے بہاؤ کی بحالی کا دار و مدار بیرونی سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے کے لیے سازگار کاروباری ماحول کی تخلیق اور معاشی اصلاحات کے ذریعے بیرونی قرض گاروں کے اعتماد کی بحالی پر ہوگا۔ مذکورہ دونوں اقدامات پر وقت گزرنے کے ساتھ بتدریج عملدرآمد ممکن ہے اور اس کے لیے پالیسی سمتوں میں تسلسل کی ضرورت ہوگی۔ مالی رقوم کی پائیدار آمد، خصوصاً بیرونی سرمایہ کاری پر مبنی سرمائے کے آنے سے جاری کھاتے کا خسارہ معیشت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

فہرست اصطلاحات، بلحاظ انگریزی حروف تہجی

aggregate demand	مجموعی طلب
balance of payments	ادائیگیوں کا توازن
budgetary borrowing	میزانیہ قرض گیری
circular debt	گردشی قرضے
CPI inflation	گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت
core inflation	قوزی گرانی
double digit	دو ہندسی
financial	مالی
financing	مالکاری
fiscal	مالیاتی
foreign exchange reserves	زرمبادلہ کے ذخائر
indicator	اظہاریہ
inflation	گرانی
interbank market	بین الہینک منڈی
lending rate	شرح قرض گاری
liquidity	سیالیت
maturity	عرصیت
monetary aggregates	زری مجموعے
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
Non-food Non-energy	غیر غذائی غیر توانائی
open market operations	بازار زر کے سودے
overnight repo rate	شبیبہ ریپوریٹ
portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
reserve money	زربنیاد
revenue	محاصل
securities	تمسکات
trimmed mean	تراشیدہ اوسط

فہرست اصطلاحات، بلحاظ اردو حروف تہجی

balance of payments	ادائیگیوں کا توازن
indicator	اظہاریہ
open market operations	بازار زر کے سودے
interbank market	بین ال بینک منڈی
securities	تمسکات
trimmed mean	تراشیدہ اوسط
portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
double digit	دو ہندسے
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
reserve money	زربنیاد
foreign exchange reserves	زرمبادلہ کے ذخائر
monetary aggregates	زری مجموعے
liquidity	سیالیت
overnight repo rate	شبینہ ریپو ریٹ
lending rate	شرح قرض گاری
maturity	عرصیت
Non-food Non-energy	غیر غذائی غیر توانائی
CPI inflation	گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت
circular debt	گردشی قرضے
financing	مالکاری
financial	مالی
fiscal	مالیاتی
aggregate demand	مجموعی طلب
revenue	محاصل
budgetary borrowing	میزانیہ قرض گیری
core inflation	قوزی گرانی
inflation	گرانی